ذیابیطس

میں آپ تنہا نہیں!

ڈاکٹر صداقت علی

Diabetic's Institute Pakistan

71-Jail Road, Lahore. UAN: 042-111-111-347

www.diabetespakistan.com

ذیابیطس

میں آپ تنہا نہیں!

قسط نمبر—1

آج ہم آپ کو جاوید کی کہانی سنانے والے ہیں، وہ ایک تجارتی فرم اینگرو میں ملازم تھا' ایک کامیاب ایگزیکٹو کی حیثیت سے اس کی پوزیشن اپنے ادارے میں خاصی مستحکم تھی، کمپنی کی طرف سے اسے کئی دفعہ انگلینڈ اور دوسرے یورپی ممالک جانے کا اتفاق ہوا تھا' ان سفروں نے نہ صرف اس کے ذہن کو وسعت دی تھی بلکہ جدید ٹیکنالوجی اور علوم سے بھی روشناس کرایا تھا' اپنے بیوی بچوں کے ہمراہ وہ خوش وخرم زندگی بسر کر رہا تھا۔

☆تذبذب☆

کچھ عرصے سے جاوید غیر معمولی تھکاوٹ اور طبیعت پر بوجھ محسوس کر رہا تھا۔ جہاں وہ پہلے مسلسل آٹھ دس گھنٹے بلا تکان کام کرتا تھا وہاں اب مشکل سے دو تین گھنٹے خود کو کام پر مجبور کر پاتا۔ رات میں نیند بھی ٹھیک طرح سے نہ آتی اور پیاس اور پیشاب کی حاجت سے دو تین دفعہ آنکھ بھی کھل جاتی۔ پیاس اور پیشاب کی کثرت کا عمل دن میں بھی جاری رہتا۔

شروع میں جاوید نے سوچا شاید دفتر میں حالیہ کشمکش کی وجہ سے وہ دباؤ کا شکار ہے۔ پھر اسے یہ بھی خیال آیا شاید کام کی زیادتی اس کی صحت کو متاثر کر رہی ہے۔ کبھی سوچتا شاید وہ بڑھاپے کا شکار ہو رہا ہے حالانکہ اس کی عمر 45 سال کے لگ بھگ تھی۔ اس نے بارہا ان سوچوں سے پیچھا چھڑانے کی کوشش کی لیکن ناکام رہا چنانچہ اس نے ان خیالات اور احساسات کو نظر انداز کرنا شروع کر دیا۔

دراصل وہ ڈاکٹروں اور ہسپتالوں سے ہمیشہ خوفزدہ رہا تھا۔

☆تذبذب☆

کچھ عرصہ یہ سلسلہ یوں ہی چلتا رہا' پھر ایک اور مسئلہ سامنے آیا۔ اس کے پاؤں کی چھوٹی انگلی میں ہلکا ہلکا درد رہنے لگا۔ اس نے دیکھا تو انگلی اندر کی طرف سے گل کر سفید ہو چکی تھی۔ اگر چہ تکلیف زیادہ نہ تھی لیکن چند ہی دنوں میں زخم خاصا بڑا ہو گیا۔

جس تیزی سے یہ زخم بنا جاوید اس پر حیران ہوا۔ اس نے سمجھا کہ وضو کرنے سے جو نمی رہ جاتی ہے اس سے یہ زخم بن گیا ہے۔ اس نے گھر میں موجود مرہم لگانا شروع کر دیا لیکن پاؤں کا زخم ٹھیک نہ ہوا۔

بادل نخواستہ اس نے کسی ڈاکٹر سے ملنے کا فیصلہ کیا۔

اس نے ڈائریکٹری سے ایک مشہور ماہر ذیابیطس کا نمبر نوٹ کر کے فون کیا۔ جاوید نے کسی دوست سے سُن رکھا تھا کہ وہ ایک زبردست فزیشن ہیں۔

دوسری طرف سی ریسپشنسٹ نے فون اُٹھایا' ''ہاں جی!''

''جی میں جاوید بول رہا ہوں اور ڈاکٹر صاحب سے ملنا چاہتا ہوں۔''

''آپ پرسوں چھ بجے آ جائیں۔''

اگر چہ جاوید کچھ اور معلومات لینا چاہتا تھا لیکن اس مختصر جواب کے ساتھ ہی دوسری طرف سے فون منقطع ہو گیا۔

☆پہلا تاثر☆

مقررہ دن ٹھیک چھ بجے وہ ڈاکٹر صاحب کے کلینک پہنچ گیا۔اس نے ایک چھوٹے سے کمرے میں چندلوگوں کو بیٹھے دیکھا۔کمرے کے ایک کونے میں میز کے پیچھے ریسپشنسٹ فون پر کسی سے گپ شپ میں مصروف تھا۔جاویداس کے پاس پہنچ کر کھڑا ہو گیااور فون کے ختم ہونے کا انتظار کرنے لگا۔ریسپشنسٹ نے جاوید کی موجودگی کونظر انداز کرتے ہوئے پہلے تو کچھ عرصہ اپنی گپ شپ کا سلسلہ جاری رکھا‘ پھرفون پر ہاتھ رکھ کر بولا’’جی؟‘‘

’’میرانام جاوید ہےاورآپ نے مجھے چھ بجے کی اپوائنٹمنٹ دی تھی۔‘‘

’’ڈاکٹر صاحب ابھی تشریف نہیں لائے‘ آپ بیٹھیں‘‘ ریسپشنسٹ نے مختصر جواب دیا اور دوبارہ فون پر مصروف ہو گیا۔

جاوید دیواروں سے لگے فوم کے بنچ پر بیٹھ گیااور کمرے کا جائزہ لینے لگا۔اسے حیرانی ہوئی کہ اتنے مشہور فزیشن کے ویٹنگ روم کی صفائی اور عمومی حالت زیادہ اچھی نہیں تھی۔ایک دیوار پر پچھلے سال کا کیلنڈر لٹکا تھا۔

کچھ دیر بعد قریباً پچاس سالہ بارعب شخصیت کمرے میں داخل ہوئی۔ ریسپشنسٹ نے بھاگ کر ملحقہ کمرے کا دروازہ کھولا۔ڈاکٹر صاحب مریضوں کونظر انداز کرتے ہوئے تیزی سے اپنے کمرے میں چلے گئے۔ ریسپشنسٹ نے اپنے نزدیک بیٹھے ہوئے ایک شخص کواندر جانے کا اشارہ کیا۔

یہ بدنظمی جاوید کیلئے غیر متوقع نہیں تھی۔ وہ کوفت اور بے چینی سے اپنی باری کا انتظار کرنے لگا۔کوئی پانچ منٹ بعد جب پہلا مریض باہر آیا تو ریسپشنسٹ نے ایک دوسرے مریض کواندر جانے کا اشارہ کیا۔کافی انتظار کے بعد جاوید کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا۔اس نے ریسپسنسٹ کو یاد دلایا کہ میرے ساتھ چھ بجے کا وقت مقرر تھا۔جاوید کی ناگواری کومحسوس کرتے ہوئے ریسپشنسٹ نے اس کواندر بھجوادیا۔

☆پہلا تاثر☆

جاوید ڈاکٹر صاحب کے کمرے میں داخل ہوا تو وہ کچھ لکھنے میں مصروف تھے۔ یہ کمرہ پہلے کمرے سے قدرے بہتر تھا۔ جاوید پہلو میں لگی ایک کرسی پر بیٹھ گیا اور ان کے فارغ ہونے کا انتظار کرنے لگا۔ ڈاکٹر صاحب نے قلم رکھا اور سر اُٹھا کر جاوید سے پوچھا''جی بتائیں کیا مسئلہ ہے؟''

''ڈاکٹر صاحب میرے پاؤں میں ایک زخم ہو گیا ہے جو ٹھیک نہیں ہو رہا'' جاوید نے وٹ اتارتے ہوئے کہا۔

''یہ زخم کب سے ہے؟'' ڈاکٹر صاحب نے پاؤں دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''کوئی 4 ہفتے سے'' جاوید نے بتایا۔

''ہوں'' ڈاکٹر صاحب نے غور کرتے ہوئے گہرا سانس بھرا اور نسخہ لکھنے لگے۔

''آپ خون اور پیشاب کا یہ ٹیسٹ کروالیں اور یہ دوائیاں شروع کریں۔ پاؤں کو روزانہ دن میں تین دفعہ صابن سے دھو کر یہ کریم لگائیں اور ٹیسٹ کے بعد دوبارہ آئیں'' ڈاکٹر صاحب نے سمجھاتے ہوئے کہا۔

جاوید ڈاکٹر صاحب کے کمرے سے باہر نکلا تو اس نے ریسپشنسٹ سے فیس پوچھی۔

''1000 روپے'' ریسپشنسٹ نے جواب دیا۔ جاوید کو یہ فیس زیادہ لگی۔ ایک ماہر ذیابیطس کے حوالے سے اس کا پہلا تاثر منفی تھا۔

☆پہلا تاثر☆

دو دن بعد ٹیسٹ رپورٹ لے کر جاوید ڈاکٹر صاحب کے کلینک پہنچا۔حسب معمول کچھ انتظار کرنے کے بعد جب وہ ڈاکٹر صاحب کے کمرے میں پہنچا تو ڈاکٹر صاحب ٹیلی فون پر اپنی بیوی کو یقین دِلا رہے تھے کہ وہ آج جلد گھر آ جائیں گے۔

فون رکھنے کے بعد ڈاکٹر صاحب نے سوالیہ انداز سے دیکھا تو جاوید نے کہا' ''ڈاکٹر صاحب آپ نے یہ ٹیسٹ لکھے تھے'' جاوید نے رپورٹ اور نسخہ ڈاکٹر صاحب کو تھما دیا۔

ڈاکٹر صاحب نے ایک سرسری نظر رپورٹ پر ڈالی اور پھر کہا' ''جاوید صاحب آپ کو ذیابیطس ہے' میں کچھ دوائیاں آپ کو لکھ دیتا ہوں' انہیں استعمال کریں اور میٹھے سے پرہیز کریں۔''

''ذیابیطس؟'' جاوید نے حیرت سے کہا۔

''مگر ڈاکٹر صاحب میرے تو پاؤں میں زخم ہے۔''

''جی ہاں! پاؤں پہ زخم ہونا اور اس کا مندمل نہ ہونا ذیابیطس کی ایک علامت ہو سکتی ہے' اسی لئے میں نے آپ کے ٹیسٹ کروائے تھے اور رپورٹ میں آپ کی شوگر کافی بڑھی ہوئی ہے'' ڈاکٹر صاحب نے وضاحت کی۔

''مجھے تو معلوم ہی نہ تھا'' جاوید نے تعجب کا اظہار کیا۔

''ذیابیطس کے تقریباً 50% مریضوں کو ذیابیطس کا علم اتفاقاً ہی ہوتا ہے'' ڈاکٹر صاحب نے بتایا۔

''تو اب میں کیا کروں؟'' جاوید نے پوچھا۔

''آپ مجھ سے ملتے رہیں اور میری ہدایات پر عمل کریں' آپ بہت جلد ٹھیک ہو جائیں گے'' ڈاکٹر صاحب نے کہا۔

☆خود فریبی☆

جاوید خیالوں میں گم ڈاکٹر صاحب کے کمرے سے باہر آیا تو ریسپشنسٹ نے انگشت شہادت کو انگوٹھے سے مسلتے ہوئے فیس کیلئے اشارہ کیا۔

''فیس؟ میں تو آج صرف رپورٹ دکھانے آیا تھا'' جاوید نے کہا۔

''فیس تو ہر دفعہ لی جاتی ہے'' ریسپشنسٹ نے بتایا۔

''کتنی؟'' جاوید نے ناگواری سے پوچھا۔

''ایک ہزار'' اس نے بائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی کو نچایا اور فضا میں بلند کر دیا۔

جاوید نے پیسے دے دیئے لیکن سوچا کہ ٹیسٹ رپورٹ دیکھنے پر دوبارہ پوری فیس لینا زیادتی ہے' اس کے خیال میں یہ ایک ہی مشورے کا تسلسل تھا' جاوید اپنا اعتبار بحال نہ رکھ سکا۔ وہ سوچنے لگا'' کچھ ڈاکٹر صرف پیسے پر نظر رکھتے ہیں اور مقصد کو بھول جاتے ہیں' نا جانے کیوں؟ یہ تو ایسے ہی ہے جیسے کوئی کرکٹر بال پر نظر رکھنے کی بجائے سکور بورڈ کو تکتا رہے' اس طرح تو وہ بہت جلد بولڈ ہو جائے گا۔''

جب جاوید کلینک سے باہر آیا تو اسے اس بات کا بھی یقین نہ تھا کہ وہ ذیابیطس میں مُبتلا ہے۔ اس نے ذیابیطس سے متعلقہ دوا لی اور نہ ہی کسی سے ذکر کیا۔ جاوید کا خیال تھا کہ اسے محض معمولی زخم ہے اور خواہ مخواہ بات کا بتنگڑ بنایا جا رہا ہے۔ وہ سوچنے لگا کہ ذیابیطس کے مریضوں کا حال تو بہت برا ہوتا ہے جبکہ میرا زخم چند دن میں ٹھیک ہو جائے گا۔

اگلے دن دفتر میں بھی اس کی طبیعت بوجھل رہی۔ اس حالت کو جاوید کے قریبی ساتھی افضل نے بھی محسوس کیا۔

''جاوید صاحب! آپ تھکے تھکے سے لگ رہے ہیں، طبیعت تو ٹھیک ہے نا؟''

''افضل صاحب! خیریت ہی تو نہیں ہے، میں نے ایک ڈاکٹر صاحب کو دکھایا تھا، وہ کہتے ہیں کہ مجھے شوگر ہے اور لیبارٹری کی رپورٹ سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ میری بلڈ شوگر بڑھی ہوئی ہے'' جاوید نے اپنی پریشانی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''یہ ڈاکٹر اور لیبارٹری والوں کی ملی بھگت ہے، ڈھکوسلے ہیں، آپ کو کسی ڈاکٹر کے پاس جانے کی ضرورت ہی کیا تھی؟'' افضل نے چہرے پر دُنیا بھر کا فکر لاتے ہوئے کہا ''آپ کو یاد ہے میری ٹانگ میں کتنا درد رہتا تھا اور کون سے ڈاکٹر کو میں نے نہیں دکھایا؟ دوائی کھا لو تو وقتی طور پر درد کم ہو جاتا تھا اور پھر وہی تکلیف۔ مجھے تو جناب ہومیو پیتھی سے مستقل آرام آیا ہے، دیکھ لیں سال ہو گیا ہے اور مجھے بالکل آرام ہے، آپ آج شام ہی میرے ساتھ چلیں'' افضل نے اصرار کیا۔

شام کو افضل کے ساتھ جاوید اچھرہ میں واقع ایک ہومیوپیتھی کلینک میں پہنچ گیا۔

یہاں افضل کے خصوصی تعلقات تھے جاوید نے اپنا تعارف کروایا اور زخم دکھانے کے بعد کہا ''ایک ڈاکٹر صاحب نے یہ شگوفہ چھوڑا ہے کہ مجھے شوگر ہے۔''

''آپ تشریف رکھیں'' ہومیوڈاکٹر نے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ ایک سفید کاغذ کا ٹکرا جاوید کو دیتے ہوئے انہوں نے کہا ''زبان سے اسے گیلا کر کے مجھے دے دیں۔''

''اس سے کیا ہوگا؟'' جاوید نے پوچھا۔

''اس سے کمپیوٹر آپ کے مرض کی تشخیص کرے گا'' ہومیوڈاکٹر نے بتایا۔

''کمپیوٹر؟'' جاوید نے حیرت سے کہا' وہ سوچنے لگا ''یہ کیسا کمپیوٹر ہے جس کا پروگرام تھوک سے چلتا ہے؟ ہوسکتا ہے میری بلڈ شوگر بڑھ گئی ہو لیکن بہرحال میری مت نہیں ماری گئی'' جاوید کو مایوسی ہوئی لیکن افضل صاحب کا دل رکھنے کیلئے وہ چپ رہا۔

ڈاکٹر صاحب نے کچھ دیر ایک لٹو دھاگے سے پکڑ کر جاوید کے بازو سے کچھ اُوپر ہوا میں رکھا اور غور سے لٹو کی حرکت کا معائنہ کرتے رہے' پھر ڈاکٹر صاحب نے دوا کی کچھ پڑیاں جاوید کو دیں۔

جاوید نے فیس پوچھی تو ہومیوڈاکٹر تکلف کرنے لگے اور بتایا کہ افضل صاحب ان کے بہت گہرے دوست ہیں' فیس کا کہہ کر آپ مجھے شرمندہ کر رہے ہیں۔ جاوید کے اصرار پر انہوں نے ''ہتھیار'' ڈال دیئے اور دوائی کے نام پر مُنہ پھاڑ کر ایک ہزار روپے مانگ لئے' جاوید رقم دے کر باہر آ گیا' لیکن کمپیوٹر اور لٹو کی منطق کو ماننے سے اس کے ذہن نے قطعی انکار کر دیا۔ جاوید یہ بات بہت اچھی طرح جانتا تھا کہ ماضی کی نسبت آج ہماری صحت کا تعلق اس بات سے بہت زیادہ ہے کہ ہم اپنے لئے کیسا طرز علاج چنتے ہیں!

☆علاج کی دھوکہ منڈی☆

جاوید کو احساس ہوا کہ ذیابیطس کے بارے میں کس قدر جہالت اور غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں۔اسے ذیابیطس کے بارے میں اپنے ایک دوست کا سنایا ہوا واقعہ یاد آ گیا۔

اس کے دوست نے بتایا تھا کہ موہنی روڈ کے ایک مشہور پہلوان کو ذیابیطس ہوگئی۔ان کے فیملی ڈاکٹر نے ایک دن انہیں پیڑے والی میٹھی لسی پیتے دیکھا تو مشورہ دیا''پہلوان جی! آپ کو شوگر ہے'میٹھے سے پرہیز کیا کریں۔''

''اپنا تو جی دل نہیں مانتا'اللہ کی نعمتیں کیسے چھوڑ دیں؟''

''لیکن پہلوان جی!اس سے آپ کی زندگی کو خطرہ ہے۔''

''بس جی کھاتے پیتے مرجائیں تو خیر ہے''پہلوان نے جواب دیا''ڈاکٹر صاحب دیکھیں' میں تو شوگر کا بہت سادہ سا علاج جانتا ہوں' جتنی شوگر پیشاب کے ذریعے نکلے اتنی بندہ اور کھالے اللہ اللہ خیر سلا۔''

☆علاج کی دھوکہ منڈی☆

چند دِنوں بعد جاوید کو ذیابیطس کے علاج کا ایک اور دلچسپ تجربہ ہوا۔ ان کے ایک دوست نے بتایا کہ گلبرگ لاہور میں فرنیچر کی ایک مشہور دُکان ہے جہاں لکڑی کا ایک خاص گلاس ملتا ہے جس میں پانی پینے سے ذیابیطس سے شفاء مل جاتی ہے۔ جاوید کے بہنوئی نے مجبور کیا کہ وہ اس کے ساتھ چلے۔

جب جاوید اور اُس کا بہنوئی فرنیچر کی دُکان پر پہنچے تو دُکان دار نے انہیں صوفے پر بیٹھنے کو کہا اور گلاس لے آیا ''یہ ہزار روپے کا ہے۔''

یہ ایک بھدا سا لکڑی کا عام گلاس تھا۔ جاوید نے گلاس کا جائزہ لیتے ہوئے پوچھا ''جناب یہ ذیابیطس سے کیسے شفاء دیتا ہے؟''

''یہ تو مجھے پتا نہیں' امپورٹڈ ہے' بہت سے لوگ لے جاتے ہیں' انہیں فائدہ ہوتا ہے تو لے جاتے ہیں'' دُکاندار نے قدرے ناگواری سے کہا۔

''کیا آپ مجھے ان لوگوں کے پتے دے سکتے ہیں جو یہ گلاس لے کر گئے ہوں اور انہیں ذیابیطس سے شفاء ملی ہو'' جاوید نے کہا۔

''جناب اگر آپ کا دل مانتا ہے تو لے لیں اور اگر نہیں لینا تو میرا وقت ضائع نہ کریں' ہمارا تو فرنیچر کا وسیع کاروبار ہے' یہ کام تو ہم کارِخیر سمجھ کر کرتے ہیں'' دُکاندار ناراض ہوگیا۔

جاوید نے گلاس واپس دیتے ہوئے ''شکریہ'' ادا کیا اور بہنوئی کی پرواہ کیے بغیر دُکان سے باہر آ گیا۔ پیچھے پیچھے وہ بھی باہر آ گیا اور جاوید سے اپنی ناراضگی کا اظہار کرنے لگا۔ اگرچہ جاوید اس مصیبت سے جان چھڑانے کیلئے ہر ایک کے ساتھ چل پڑتا تھا لیکن اس کی تعلیم اور شعور ساتھ نہیں دے رہے تھے۔ گزرتے ہوئے وقت کے ساتھ اس کی تکلیفیں اور فکرمندی بڑھتی رہی' زخم جوں کا توں تھا۔

ایک رات اس نے اپنی بیوی سے فکرمندی کا اظہار کیا اور تقریباً رو پڑا۔ اس کی بیوی نے اسے بتایا کہ اس کی جاننے والی ایک عورت نے اسے ایک حکیم کا بتایا ہے جو صرف شوگر کا مکمل اور شافی علاج کرتا ہے اور وہ بھی فی سبیل اللہ۔ دونوں نے حکیم صاحب سے ملنے کا سوچا۔

اگلے دن جاوید فیروز پور روڈ پر حکیم صاحب کے مطب پہنچا۔ اس نے بہت سے لوگوں کو حکیم صاحب کے کمرے کے باہر منتظر پایا۔ یہاں لوگوں کے بیٹھنے کا کوئی مناسب انتظام نہ تھا۔ کچھ دیہاتی لوگ اپنی خواتین کے ساتھ باہر چھوٹے سے لان میں بیٹھے تھے۔ جاوید کو پتا چلا کہ اس کی باری تقریباً گھنٹے بعد آئے گی۔ بہت زیادہ رش کی وجہ سے جاوید نے باہر کھڑے ہو کر انتظار کرنا بہتر سمجھا۔

جب جاوید اپنی باری پر حکیم صاحب کے کمرے میں داخل ہوا تو اس نے ایک مدبر، باریش شخص کو شلوار قمیض میں ملبوس ایگزیکٹو چیئر پر بیٹھے پایا۔

☆علاج کی دھوکہ منڈی☆

حکیم صاحب نے ہاتھ کے اشارے سے سلام کا جواب دیا اور جاوید کو ایک کرسی پر بیٹھنے کو کہا۔

''جناب ڈاکٹر مجھے شوگر بتاتے ہیں، میں نے اپنا خون بھی چیک کرایا ہے......؟

''زبان دکھائیں''، حکیم صاحب نے بات کاٹتے ہوئے کہا ''کیا پیشاب زیادہ اور جلن کے ساتھ آتا ہے؟'' اور جاوید کا جواب سُنے بغیر کہا ''آپ کو شوگر ہے لیکن آپ فکر نہ کریں۔''

''فکر کیسے نہ کروں، میں تو تین ماہ سے خجل خوار ہو رہا ہوں۔''

''بس سمجھیں کہ آپ کی مشکل کٹ گئی۔ ہم نے بڑے بڑوں کی شوگر جڑ سے اکھاڑی ہے آپ یہ نسخہ لیجئے۔''

جاوید نے نسخہ دیکھا۔ اس پر لکھا تھا ''گڑ مار بوٹی، تخم جامن، تخم کریلا، چرائتہ نیپالی تولہ تولہ، مروارید قسم اعلیٰ آدھا تولہ لے کر کسی طبیب سے سفوف بنوالیں۔''

''کس سے؟''

''کسی ایسے حکیم سے بنوالیں جو ایمانداری سے یہ تمام اہم اجزاء شامل کرے۔''

''تو پھر یہ نسخہ آپ ہی بنوا دیجئے۔''

ہم عام طور پر اس معاملے میں نہیں پڑتے، تاہم آپ کی مشکل کو دیکھتے ہوئے ہم ابھی بنوا دیتے ہیں، مسجد کا چندہ آپ صندوقچی میں ڈال دیں اور نسخے کی قیمت آپ باہر ادا کریں، اگر آپ بکرے کا لبلبہ کھائیں تو بہتر ہے، اس کے علاوہ کریلے کا ''جوس'' بھی مفید رہے گا۔''

جاوید نے مسجد کے چندے کی صندوقچی میں سو روپے ڈالے۔ نسخہ بن کر آیا تو اس کے ساتھ دو ہزار روپے کا بل تھا۔

جاوید واپس گھر آ گیا لیکن حکیم صاحب کی باتیں اس کے دل کو نہیں لگیں۔ جاوید کی بیوی نے غصہ سے کہا کہ یقین کامل نہ ہو تو آرام کیسے آئے؟ تمہارا دل کہیں ٹکتا ہی نہیں۔

چند دن اس نے حکیم صاحب کے نسخے پر عمل کیا لیکن اسے محسوس ہوا کہ اس کی طبیعت مزید خراب رہنے لگی ہے۔ حکیم صاحب کی پڑیوں کی کڑواہٹ نے اس کی زندگی میں مزید تلخی گھول دی۔

دو ہفتے بعد جاوید نے دوبارہ بلڈ شوگر چیک کروائی۔ اس دفعہ وہ دوپہر کا کھانا کھا کر ایک دوسری لیبارٹری میں گیا تھا۔ جب رزلٹ ملا تو جاوید نے ڈر اور بے چینی کے احساسات کے ساتھ رپورٹ پڑھی، لکھا تھا:

بلڈ شوگر:480 mg / 100 ml

رزلٹ دیکھ کر جاوید کا دِل بیٹھنے لگا۔ ذیابیطس کے بارے زیادہ نہیں تو اتنا وہ اب جانتا تھا کہ یہ بیماری تنگ کرتی ہے اور اکثر لوگ ذیابیطس کی وجہ سے بہت سی بیماریوں میں مبتلا ہو کر مرجاتے ہیں۔ جاوید نے پھر اپنے آپ کو یہ کہہ کر تسلی دی کہ ’’میرے ساتھ ایسا کوئی مسئلہ نہیں اور انشاءاللہ چند دِنوں میں میں خود ہی ٹھیک ہو جاؤں گا۔‘‘

☆غشی کا حادثہ☆

کچھ دِنوں میں جاوید کی طبیعت مزید خراب ہوگئی اس کے مُنہ سے عجیب قسم کی میٹھی اور گندی بدبو آنے لگی۔ایک دن جاوید کھانا کھا کر اُٹھنے لگا تو یک لخت اس کی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا اور وہ گر گیا اس وقت گھر میں اس کی بیوی اور ایک کزن تھے جو فوراً جاوید کو سرکاری ہسپتال لے گئے۔

داخلے کے فوراً بعد جاوید کا خون ٹیسٹ کیلئے لیا گیا۔ پروفیسر صاحب نے ذیابیطس کی غشی تشخیص کی۔انہیں انسولین کے ساتھ ڈرپ میں کچھ خاص ٹیکے ملا کر دیئے گئے۔ڈاکٹر بار بار چیک تو کر رہے تھے لیکن کسی سوال کا جواب نہیں دے رہے تھے۔ چوبیس گھنٹے کے اندر جاوید کو مکمل ہوش آ گیا' تاہم پل پل بازار سے دوائیاں منگوانے کا سلسلہ اب بھی جاری تھا۔روزانہ انسولین کے تین ٹیکے بھی لگ رہے تھے۔

منگل کی صبح پروفیسر صاحب راؤنڈ پر آئے تو ان کے ساتھ چھوٹے بڑے ڈاکٹروں کا ایک ہجوم تھا انہوں نے بڑے انداز سے پوچھا ''کیوں بھئی کیسے ہو؟''

جاوید نے کہا'' شکر ہے اللہ کا' جتنا اچھا میں آج محسوس کر رہا ہوں اتنا تو میں نے گذشتہ کئی مہینوں سے نہیں کیا'' پروفیسر صاحب نے کہا''ہوں'' اور آگے گزر گئے۔

☆علاج تو اچھا ملا لیکن......☆

جو کھانا ان کیلئے تجویز کیا گیا تھا وہ ہسپتال ہی سے انہیں مل جاتا۔علاج معجزہ نما نظر آ رہا تھا لیکن ہسپتال کے عملے کا رویہ اکثر جاوید اور ان کے اہل خانہ کیلئے پریشانی اور کوفت کا باعث بنتا۔ ویسے اسے اب تکلیف کوئی نہ تھی۔

اب ڈاکٹر اس پر توجہ دیئے بغیر ہی قریب سے گزر جاتے۔

سٹاف نرسیں وقت پر جاوید کو دیکھنے نہ آتیں۔ٹیکہ لگوانے کیلئے جب انہیں اطلاع دی جاتی تو وہ ''اچھا آپ چلیں'' کہہ دیتیں لیکن دس پندرہ منٹ بعد بھی نہ آتیں اور انہیں بار بار یاد دلانا پڑتا۔اس پر وہ ناراضی اور برہمی کا اظہار کرتیں ''ہم ادھر فارغ تو نہیں بیٹھے' آپ کو زیادہ جلدی ہے تو ڈاکٹر صاحب کے پاس چلے جائیں۔''

ایک دن جاوید کی بیوی نے دیکھا کہ ان کے کھانے میں سویٹ ڈش بھی موجود ہے۔جاوید کی بیوی کو لگا کہ شاید غلطی سے ایسا ہو گیا ہے۔اس نے سٹاف نرس سے ذکر کیا تو اس نے کہا'' پھر کیا ہوا؟ آپ......ناں......کھائیں۔''

جاوید کی بیوی کو بہت کوفت ہوئی۔ہسپتال میں اس طرح کے ماحول کی وجہ سے جاوید اور اس کے اہل خانہ جلد سے جلد چھٹی چاہتے تھے۔سٹاف کے رویوں کی وجہ سے اہل خانہ یہ بھی بھول گئے کہ وہ جاوید کو کتنی خطرناک حالت میں ہسپتال لائے تھے اور وہ اب کس قدر صحت مند ہے۔

گیارہویں دن ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ آپ گھر جا سکتے ہیں۔انہوں نے انسولین کے ٹیکے بند کر دیئے اور کچھ دوائیں تجویز کرتے ہوئے ہدایت کی کہ روزانہ اپنا پیشاب ٹیسٹ کرتے رہیں' میٹھے سے پرہیز کریں اور کھانے کی خاص مقدار ہی کھائیں' ناں کم ناں زیادہ۔ان کو ایک ڈائیٹ چارٹ بھی بنا کر دیا گیا۔

☆آخر کیوں؟☆

گھر پہنچ کر جاوید کو سکون اور خوشی کا احساس ہوا۔ جاوید نے سوچا اب وہ اپنی صحت پر زیادہ توجہ دے گا اور ذیابیطس کے مرض سے نپٹنے کیلئے تمام احتیاطوں پر عمل کرے گا۔

جاوید نے کھانے پر صرف چکن کے دو پیس اور آدھا نان کھایا۔ اگرچہ اس کا دل دوسرے اہل خانہ کو بلا روک ٹوک کھاتے دیکھ کر للچا رہا تھا لیکن اس نے اپنی صحت اور غذا کے بارے میں بہت محتاط رہنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ اس نے ڈاکٹر صاحب کی ہدایت کو یاد رکھتے ہوئے اپنے دل پر جبر کیا۔

کچھ اہل خانہ نے جاوید کو آئس کریم چکھنے کی دعوت دی تو جاوید نے انکار کر دیا۔ انہوں نے کہا ''تھوڑی سی آئس کریم سے کچھ نہیں ہوگا'' ایک طرح سے وہ جاوید کو شہہ دے رہے تھے لیکن جاوید ابھی ہسپتال میں گزارے ہوئے دنوں کی تکلیف بھولا نہیں تھا۔ اسے اپنی قوت ارادی پر فخر ہوا۔

کچھ عرصے بعد جاوید کو یوں لگا جیسے اس کی کوئی اہم چیز کھو گئی ہے۔ ایک بات واضح تھی۔ وہ ذیابیطس کی بیماری کو ایک دائمی بیماری کے روپ میں ابھی تک قبول نہ کر سکا تھا۔ جب بھی ذیابیطس کا خیال آتا اسے شدید بے چینی ہوتی۔ وہ فوراً اپنی توجہ کسی اور جانب مبذول کر لیتا۔ ایک رنج کی کیفیت اس پر چھا رہی تھی۔ جاوید اب دوسرے لوگوں سے مختلف احساس کا مالک تھا۔

بارہا اس کے ذہن میں یہ سوال اُٹھتا کہ آخر خدا نے اسے ہی کیوں ذیابیطس جیسے موذی مرض کیلئے منتخب کیا؟ آخر کیوں؟ آخر مجھے ہی کیوں؟ نہ تو اس کے پاس اس سوال کا جواب تھا اور نہ ہی کسی سے پوچھنے کی ہمت۔ اُس کی طبیعت بوجھل اور مضمحل رہنے لگی۔ آہستہ آہستہ اس کی قوت ارادی جواب دے رہی تھی، تاہم اپنے سکول ٹیچر محمد بخش کا جملہ اُس کے ذہن میں گونجتا رہتا ''تجربہ یہ نہیں کہ آپ پر کیا بیتی؟ تجربہ اس کا نام ہے کہ پھر آپ نے کیا کیا؟

آگے کیا ہوا؟

25 مئی کو پڑھیے!